مامن شئی انجی من عذاب اللہ من ذکراللہ

کوئی چیز ذکرخدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔

الحمد للہ کی تلقین و اذان علی القبر کے جواز میں یہ مبارک فتویٰ جس میں اقتصاراً کتب معتبرہ سے ثابت کردیا گیا ہے کہ تلقین واذان جائز ودرست ہے جس کے ضمن میں موتی کے سماع کا مسئلہ بھی حل ہوگیا اور یہ بھی ثابت کردیا گیا ہے کہ مصر میں متعدد جگہ نماز جمعہ کا ادا کرنا جائز و مشروع ہے اور اس کا خلاف اصلاً جائز نہیں۔

(مسمّٰی بہ)

فتویٰ جواز

تلقین و اذان علی القبر و تعدد

جمعۃ فی مساجد المصر

کو مولانا مولوی **محمد غلام جان** صاحب قادری سنی حنفی ہزاروی الاوگرہوی نے لکھا اور مولانا مولوی **کمال الدین** صاحب چشتی سنی حنفی بلوچستان متمکن ڈیرہ غازیخان نے علماء کرام احناف کے دستخط کرا کر اپنی کوشش وسعی سے

مطبع مقبول عام پریس لاہور میں باہتمام منشی غلام احمد صاحب

چھپوا کر ملنے کا پتا مولوی محمد غلام جان

اندرونی ٹکسالی دروازہ لاہور مسجد بیری والی شائع کیا

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زھوقاه

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ سوالات ذیل کے جوابات میں:۔

سوال اول: کیا میت پر تلقین بعد تدفین شریعت محمدیہؐ وعقائد حنفیہ میں جائز ہے یا نہ اگر ہے تو مہربانی فرما کر کتب معتبرہ سے باسند تحریر فرماویں عین مہربانی ہوگی بلکہ عنایت قدیمانہ سے بعید نہ ہوگا۔

سوال دوم: کیا بعد فراغت از تدفین قبر پر اذان کہنا عندالاحناف جائز ہے یا نہ تفصیلاً جواب سے مشرف فرماویں۔

سوال سوم: کیا جس شہر میں شرائط جمعہ موجود ہیں وہاں نماز جمعہ جامع مسجد سے بغیر دوسری مسجدوں میں بھی جائز ہے یا نہ امید کہ آپ ہر تین سوالات کے جوابات سے تفصیلاً بہت جلد مشکور وممنون فرما کر جزاك اللہ کا عنداللہ اجر پائیں گے۔ بینوا توجروا

المستفتی

مکرم ومعظم مولوی محمد ابراہیم خان صاحب انسپکٹر پولیس اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لقنا القران و علمنا النیان والصلوٰۃ والسلام علی رسوله النبی اخر الزمان سید الانس والجان الذی امرتی بالتلقین بعد التدفین بقوله تضعا موتاکم الخ الذی ھو موجب الامن والامان من شر الشیطان ٥

جواب سوال اول:

صورت مذکورہ وسوٴلہ میں تلقین بعد تدفین علی القبر شریعت محمدیہ ومذہب حنفیہ میں بلا شک وشبہ جائز ودرست ہے اس کا انکار بے کار اس کے جواز کیلئے تفصیلاً دفتر درکار مگر یہاں مشت نمونہ خروار واندک دلیل بسیار پر اقتصار وما توفیقی الا باللہ العزیز الغفار اقول و باللہ التوفیق و بالوصول الی ذری التحقیق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں لاباس بہ اذا لیس فیہ الا ذکر اللہ تعالیٰ و عرض الاعتقاد علی الیت الی قولا و کل ذلک حسن ۔اس میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ نہیں اس میں مگر ذکر اللہ تعالیٰ کا اور میت پر اعتقاد کا وارد کرنا ہے اور یہ سب خوب ہے، اسی طرح مجمع البحار میں بھی۔ امام زاہد صفار نے کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح فرمائی کہ تلقین موتا مسلک اہل سنت ہے اور منع تلقین مذہبی معتزلہ ہے کہ وہ میت کو جماد مانتے ہیں۔جیسا کہ امام شہید نے کافی و امام حبازی نے خباریہ میں ان سے

نقل فرمایا:(ان هذا)ای منع التلقین علی مذهب المعتزلة لان الاحیاء بعد الموت عندهم مستحیل اما عند اهل السنة (فالحدیث) لقنوا موتا کم لا اله الا الله محمول علی حقیقة لان الله تعالیٰ یحییه علی حاجات به الآثار وقد روی عن دصلی الله علیه وسلم انه امر بالتلقین بعد الدفن فیقول یا فلان ابن فلان اذکر دینک الذی کنت علیه من شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله وان الجنة حق والنار حق و ان البعث حق وان الساعة حق لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور وانک رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا و تمجمد نبیاً و بالقرآن اماما و بالکعبة قبلة و بالمؤمنین اخوانا ذکره فی رد المختار عن معراج الدرایه ص ۱۵۷ / ج اول (تحقیق (یہ) یعنی منع ہے تلقین بنا بر مذہب معتزلہ کے اس لیے کہ ان کے نزدیک احیاء بعد الموت محال ہے لیکن بنا بر مذہب اہلسنت و جماعت پس حدیث لقنوا موتا کم لا اله الا الله حقیقت پر محمول ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرنے والا ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اور روایت کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے بعد تدفین تلقین کا امر فرمایا ہے۔ نقل کیا ہے صاحب ردالمختار نے معراج الدرایہ سے درمختار میں جوہر النیرہ سے منقول ہے ہی امر مشروع عند اہل السنّت بیشک تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے، نہایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ هی کیف لا یفعل و قدروی عنه علیه الصلوٰة والسلام انه امر بالتلقین بعد الدفن ۔ تلقین کیوں نہ کی جائے

حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضور نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔ شمس الائمہ حلواء نے فرمایا۔ لایؤمر به ولا ینهی عنه ۔ نہ تلقین کا امر کیا جائے اور نہ منع کیا جائے ۔ حلیہ میں اسی عبارت کو نقل کر کے فرماتے ہیں ظاهره انه مباح ظاہر بات یہی ہے کہ تلقین مباح ہے قاضی خان میں ہے ان کان التلقین لا ینفع لا یغم ایضاً فیجوز تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر بھی نہیں۔ صاحب عباب فرماتے ہیں انی سمعت استاذی قاضی خان یحکی عن امام ظهیر الدین انه لقن بعض الائمة و اوصانی بتلقینه فی جوزینے اپنے استاد قاضی خان سے سنا کہ امام اجل ظہیر الدین کبیری حکایت فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ نے تلقین فرمائی اور مجھے اپنی تلقین کرنے کی وصیت کی پس جواز ثابت ہوا۔ اسی طرح شرح نقایہ میں ہے امام ابن امی رالحاج عبارت حقائق کہہ کر فرماتے ہیں یفید ان فعله راجح علی ترکه یہ کلام استحباب تلقین کی مفید ہے۔ مضمرات میں ہے نحن نعمل بهما عند الموت و عند المدفن ہم دونوں تلقینوں پر عمل کرتے ہیں یعنی وقت نزع بھی اور وقت دفن بھی اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ مجمع البحار میں ہے اتفق کثیر علی التلقین بہت علماء کا تلقین پر اتفاق ہے۔ نور الایضاح میں ہے تلقینه فی القبر مشروع قبر میں تلقین کرنا مشروع ہے۔ علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں کتاب التجنیس سے نقل فرماتے ہیں۔ التلقین بعد الموت فعل بعض مشائخنا ہمارے بعض مشائخ نے بعد الموت تلقین فرمائی۔ جامع الرموز میں جواہر سے منقول ہے سئل القاضی مجد الکرمانی عنه قال مارآه المسلمون حسن فهو عند

اللـه حسن ۔جس کو مسلمان اچھا جانیں اس کو اللہ بھی اچھا جانتا ہے ۔طحطاوی حاشیہ مراقی میں علامہ حلبیؒ سے منقول ہے کیف لا یفعل معرانه لا ضرر فیه بل فیه نفع للمیت تلقین کیوں نہ کی جائے حالانکہ اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ میت کیلئے فائدہ ہے۔کشف الغطاء میں ہے بالجملہ بمقتضائے مذہب اہل السنت والجماعت تلقین مناسب پھر امام صفار کا ارشاد ہے کہ سزاوار آنست کہ تلقین کردہ شود میت رابر مذہب امام اعظم دھرکہ تلقین نیکند دنمیگو یدبآن پس اوبر مذہب اعتزال ست کہ ویند کہ میت جماد محض است و روح در قبر معاد نمیشود ۔وعن عمرا بن العاص قال لانبه و هو فی سیاق الموت اذا اقامت فلا تصحبنی نائحة ولا نارا فاذا دفنتمونی فشنو علی التواب شنا ثم اقیموا حول قبری قدرما تیحر جنرود یقسم لحمها حتی استانس بکم واعلم انی اراجع به وسل ربی رواه مسلم–مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۹ وعن عبدالله ابن عمرؓ قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسه اسرعوا به الی قبره والیقرء عند راسه فاتحة البقرة و عند رجلیا بخاتمة البقرة رواه البیهقی مشکوٰۃ شریف صفحہ مذکورہ خلاصہ جمیع نصوص متذکرہ بالا کا یہی ہے کہ تلقین علی القبر نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے خواہ نام بمعہ ولدیت لیکر تلقین کرے یا بغیر نام کے ہر طرح جائز ہے ہر مسلمان حنفی العقیدہ کے لیے اس کی تعمیل ضروری ہے هذا ما عندی والله اعلم بالصواب۔

جواب سوال دوم:

اس مسئلہ میں اگرچہ علمائے کرام کا اختلاف ہے مگر اکثر علمائے احناف و فضلائے صاحب انصاف کا ذہاب جواز کی طرف ہیں اور یہی بات حق بھی ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی و قطعی ہے۔ ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور واقعی جس امر سے شرع منع نہ فرماوے وہ اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے اور اس میں کوئی تغیر سنت نہیں آتا اور ذکر الٰہی کسی طرح سے منع نہیں۔ اللہ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے اذکروا اللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرۃ و اصیلا الآیہ - اللہ کا ذکر بہت کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح و تقدیس بیان کیا کرو بلکہ نصوص ذیل صفات بتلا رہے ہیں کہ یہ اذان جائز و درست ہے۔ امام احمد و طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت فرماتے ہیں۔ قال دفن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ و زاد فی روایۃ و سوی علیہ سبح صلی اللہ علیہ وسلم لم سبحت و زاد فی روایۃ لم کبرت قال لقد تضائق علی ھذہ الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ عذابہ دفن کیے گئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور زیادہ کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ڈالی گئی ان کی قبر پر مٹی تسبیح پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تسبیح پڑھی صحابہ کرام نے بھی ساتھ آپ کے دیر تک پھر حضرت نے تکبیر پڑھی دیر تک پھر کہا صحابہ کرام نے یا رسول اللہ صلعم کیوں آپ نے تسبیح پڑھی ایک روایت میں ہے کیوں آپ نے تکبیر پڑھی۔ حضور نے فرمایا اس مرد صالح پر اس کی قبر تنگ ہوگئی

تھی ۔ یہاں تک یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھادیا اس سے عذاب، علامہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اے ماذالت الکبر و تکبرون واسبح و تسبحون حتی رجه الله تعالیٰ یعنی میں اور تم الله اکبر الله اکبر سبحان الله کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انہیں نجات بخشی اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر آسانی کیلئے بعد دفن کے الله اکبر الله اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنت ہوا نہایت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں اس ان کی زیارت نہ معاذ اللہ نہ مضر نہ اس کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے ۔ اس زیادتی سے جواز میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں لاینبغی ان یحل یشئی من هذه الکلمات لانه هوالمنقول فلا ینقص عند فلوزاد فیها جازلان المقصود الثناء و اظهار العبودیة فلا یمنع من الزیداة علیه الخ اور متعدد حدیثوں میں وارد ہے ۔ اطفؤا التحریق بالتکبیر اذا رئیتم الحریق فکبروا فانه یطفؤ النار اور بھی ہے فکبروا ای قولو الله اکبر الله اکبر و کرروه کثیراً التکبر علی هذا الاطفاء الغضب الالهی ولذا وردالاستحیاب ند روية الحریق اور قبر بھی عذاب الحریق کا مقام ہے ۔ تو اس وقت ان کلمات طیبات مع الزیادت کا پڑھنا فائدہ ہے نہ نقصان اور یہ بھی ثابت ہے کے قبر میں میت کیلئے شیطان دخل انداز ہوتا ہے جیسا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان المیت اذا سئل من ربک تری الشیطان

فیشیر الی نفسه انی انا رب فلهذا اور دسوال التثبیت له حین سئل جبکہ شیطان قبر میں خلل انداز ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے۔اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان وله خصاص ۔جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوزنا بھاگتا ہے جبکہ یہ بات ہے تو پھر اذان قبر پر کیوں نہ کہی جائے کہ میت شیطان کے دھوکے سے بچ جائے۔ ھکذافی (حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات)اور جبکہ فقہائے کرام قرأۃ قرآن مجید قبر پر پڑھنا مردے کے گناہوں کیلئے جائز فرماتے ہیں و یقرأ القران لما ورد من دخل المقابر فقرء سورۃ یٰسٓ فخفف عنهم یومئذ کان له بعدد من فیها حسنات شامی صفحہ ۶۰۵ جلد اول والدعاء عنده قائم کذافی بحر الرائق عالمیگری ص ۱۰۷/ ج ۱-پس اگر دعا قبر پر کی جائے تو مردے کیلئے تخفیف عذاب ہے کہ شیطان کا بھاگنا وغیرہ حدیث سے ثابت ہے مامن شئی انجیٰ من عذاب الله من ذکر الله کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں ۔اکثروا ذکر الله حتی یقولوا مجنون الله کا ذکر اس درجہ بکثرت کر کہ لوگ تجھے مجنون بتائیں ۔حصن حصین میں ہے اذ تغولته الغیلان نادا بالاذان جبکہ نصوص متذکرہ بالا سے بحمدہ اللہ ثابت ہوگیا کہ اذان قبر پر کہنی جائز ہے تو اب عدم جواز کا کوئی شبہ نہ رہا۔

فقط والله اعلم بالصواب ۔

جواب سوال سوام:

ہاں جامع مسجد کے علاوہ اور مسجدوں میں بھی جمعہ کا ادا کرنا جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے و تؤدی الجمعة فی صر واحد فی مواضع کثیرة وھو قول ابی حنیفۃؒ وھو الا صح و ذکو الامام السرخسی انه الصحیح من مذھب ابی حنیفة رح و به نأخذ ھکذا فی بحر الرائق ص۹۳/ ج ا اور ادا کیا جائے جمعہ شہر میں مواضع کثیرہ میں اور یہی قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے اور یہی صحیح بھی ہے اور امام سرخسیؒ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ کے مذہب میں اور ہمارا بھی اس پر عمل ہے اس طرح ہے بحر الرائق میں درمختار میں ہے۔ وتؤدی فی صر واحد بمواضع کنیارة مطلقا علی المذھب و علیه نقوی شرح المجمع لینی ادا کیا جائے۔ جمعہ شہر میں بہت جگہ بنا کر مذہب امام ابوحنیفہ رح کے اور اسی پر فتویٰ ہے اسی طرح ہے مجمع البحار اور فتح القدیر میں ردالمختار ہے۔ قول مطلقی سواء کان المصر کبیراً ول سزا فضل بین جانبیه نھی کبیر کبغدادا ولا و سواء قطع الجسر اوبقی منتصلا وسواء ان التعدد فی مسجلین وارھکذا یفاد من الفتح و مقتضاه انه لا یلزم ان یکون التعدد بعقدر الحاجة کما یدل علیه کلام السرخسی الاقی ف۹۳/ ج ا برابر ہے کہ شہر ہو یا نہ اور فاصلہ ہو درمیان دونوں جانب شہر کے نہر کبیر کا جیسا کہ بغداد میں ہے، یا نہ اور برابر ہے کہ پل ٹوٹا ہو یا باقی اور برابر ہے کہ دو مسجدوں میں ہو یا اکثر میں اسی طرح

ہے۔ فتح القدیر میں مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ تعدد بقدر حاجت ہو جیسا کہ اس پر کلام سرخسیؒ کی جائیگی دلالت کرتی ہے اور یہی ہے (قولا دفعا للحرج لان فی الزام اتحا دالموضع حرجاً بیناً لاستدعائہ تطویل المسافة علی کثیر الحاضرین ولم یوجد دلیل عدم جواز التعدد بل قضیة الضرورة عدم اشتراط لاسیما اذا کان مصرا کبیرا کمصر نا کماقال الکمال اس لیے کہ ایک جگہ جمعہ لازم کرنے میں حرج ظاہر ہے بوجہ طوالت مسافت کے اکثر حاضرین پر اور متعدد جگہ جمعہ ادا کرنے کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں پائی گئی بلکہ ضرورت تو عدم اشتراط مسجد اور مسجدین کو چاہتی ہے خاص کر جبکہ شہر بڑا ہو جیسا کہ ہمارا شہر ہے۔ اسی طرح لکھا ہے مولانا کمال الدینؒ نے خلاصہ یہ کہ جامع مسجد سے علاوہ اور مسجدوں میں بھی ادائے جمعہ جائز ہے اور اس پر فتویٰ ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعندام الکتاب واللہ الرجع والمآب۔ بحمد اللہ اہل سنت وجماعت کا اجماعی مسئلہ نصوص صریحہ و حدیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کردیا ہے کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے کبھی اس میں تزلزل نہیں آسکتا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین O

خاکسار ابوالعرفان فقیر محمد غلام جان سنی حنفی قادری

رضو ہزارالگردی حال اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور۔

ہر سہ ۳ جواب صحیح ہیں جواز میں کلام نہیں افضلیت وغیرہ فضلی شئے دیگر ہے۔ حررہ ابو محمد محمد دیدار علی امیر انجمن مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور اصاب من اجاب محمد مہر الدین مدرس مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور	نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم، تلقین میت بعد الدفن اور اذان علی القبر اور تعدد جمعہ کے جواز میں کوئی شبہ نہیں لہذا تینوں جواب صحیح ہیں اور اس بارہ میں علماء اہلسنت کے رسائل بھی طبع ہو چکے ہیں۔ حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد مدرس دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور
ما قالہ المجیب اللبیب فہو صریح الصواب مفتی عبد القادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور	ھذا ھو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال جمال الدین امام مسجد کوچہ کوٹھی داران لاہور
الجواب صحیح و ما بعدہ ضلال و مضل عبد الستار ہزاروی ہذا الجواب صحیح و مطابق لما علیہ الجمہور من العلماء احمد آملی عفی عنہ	الجواب صحیح والمجیب مصیب حبیب شاہ پیش امام دربار شاہ محمد غوث صاحب

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کرو مجھ پر عنایت کی نظر ہر بار یا حضرت
وہ کافی ہے نظر مجھ کو میرے سرکار یا حضرت

مجھے دونوں جہاں میں ہے وسیلہ تیری رحمت کا
یہاں بھی ہو وہاں بھی تیری درکار یا حضرت

نظر گر خواب میں آئے تمہارا چہرہ اطہر
تو کشتی پار لگ جائے میرے غمخوار یا حضرت

نہ کیوں انبیاء کو التجا امت میں ہونے کی
بڑا ہے انبیاء میں آپ کا دربار یا حضرت

تیرے سر پہ خدا نے رکھ دیا لولاک کا زیور
تو ہے دونوں جہاں کا باعث اظہار یا حضرت

تجھے کوثر مدینہ میں عنایت ہو گیا آقا
مدینہ میں برستے ہیں تیرے انوار یا حضرت

اگر دنیا میں ہے جنت تو ہے کوچہ مدینہ کا
ہوا ہے تجربہ مجھ کو میرے ابرار یا حضرت

سبھی روئے زمین سے طیبہ کو بہتر سمجھتا ہوں
کہ رہتے ہیں وہاں خوش خلق وخوش اطوار یا حضرت

مدینہ کے جو ہیں اطراف سب کو غور کر دیکھا
جو ادنیٰ سے ہے ادنیٰ وہ بھی ہے گلزار یا حضرت

مجھے خار مدینہ ہیں گل گلزار سے بہتر
کہ رہتے ہیں وہاں تیرے سبھی انصار یا حضرت

تمامی خلق کا مسجود بیت اللہ مقدس ہے
وہ کرتا ہے غلامی کا تیری اقرار یا حضرت

احد کو دیکھ کر احمد کا ہم نے کر لیا اقرار
جہاں ہوئے شہید اصحاب او رابرار یا حضرت

عرش کو چھوڑ کر ہوئی مدینہ میں مزار اقدس
خدا نے بھر دیئے اس میں بڑے اسرار یا حضرت

جو ہیں نجدی سعودی وہ بڑے بے دین وشیطان ہیں
جتا حرمین سے ان کو وہ ہیں کفار یا حضرت

غلام ہندی مزار اقدس پہ آیا ہند سے چل کر
غلامی ہو قبول اس کی ملے دیدار یا حضرت

نشانِ منزل

محمد منشا تابش قصوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''القول المختاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط'' حضرت علامہ مولانا غلام جان ہزاروی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اپنی نوعیت کی مختصر مگر نہایت جامع تصنیف ہے جو نصف صدی قبل لکھی گئی اور عجیب اتفاق ہے کہ اسی مسئلہ پر ہمیں یہ تحقیقی رسالہ علامہ مولانا غلام فرید صاحب ناظم اعلیٰ تعلقات عامہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی وساطت سے دستیاب ہوا۔ یہ رسالہ موصوف نے حضرت علامہ مولانا مظفر اقبال صاحب قادری رضوی لاہوری جو حضرت مصنف کے گرامی قدر فرزند دلبند اور علمائے اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جلیل القدر فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ خاموش فطرت اور حلیم الطبع عالم ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علمی فیضان کو مزید پروان چڑھائے اور خاص وعام زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔

رضا اکیڈمی لاہور اپنی اشاعتی سرگرمیوں کے باعث بین الاقوامی سطح پر تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی اور دیگر اہل قلم سنی علما کرام کی علمی، تحقیقی، تاریخی، مسلکی کتب کی عمدہ ترین اشاعت اور مفت تقسیم کرنا اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ادارہ کی تمام تر کامیابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے جس کے باعث ایثار پسند، بے لوث، صاحبان ثروت معاونین اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ نیز محترم المقام حضرت الحاج جناب محمد مقبول احمد ضیائی قادری مدظلہ رضا کاز کی ترقی کیلئے شب وروز والہانہ سرمستی سے وقف جملہ خدمات رضا کارانہ طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی لاہور کو مزید کامرانی سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط: **محمد منشا تابش قصوری**

۱۰- اگست ۲۰۰۲ء
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مرید کے

جاء الحق و ذھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا

تازیانہ بر فرق جہول زمانہ

الحمد للہ یہ رسالہ وہابیوں کو غیظ وغضب میں لانے والا احناف کا اجالا چار مسائل کا قبالہ۔ مسئلہ جواز حیلہ واسقاط و مسئلہ جواز جماعت ثانیہ و مسئلہ جواز شہادتین کا کفنی پر لکھنا و مسئلہ جواز دعاء بعد نماز جنازہ۔ ہر چہار مسائل کا ثبوت قرآن پاک وحدیث سرور کائنات وکتب فقہ حنفیہ احناف سے کیا گیا۔ مصدق علمائے ثقافت اہل سنت وجماعت

۱۳۷۱ھ لاہور مسمی باسم ۱۹۵۱ء

۱۶ شعبان ۲۳ مئی

القول المحتاط

فی جواز

الحیلۃ والاسقاط

یہ مبارک فتویٰ

حق کا حامی و مددگار وہابیہ کے لیے ننگی تلوار جس میں ان کے عقائد و مکائد کا پورا اظہار

مؤلفہ ابوالمظفر **مولانا مفتی محمد غلام جان قادری رضوی** ہزاروی الاوگرہوی ثم الاہوری خطیب ومتولی اونچی مسجد بازار حکیماں حنفیہ رضویہ اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور و سابق مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور پاکستان۔

باہتمام

قاضی عبد القدوس صاحب مظفر آباد

رضا اکیڈمی لاہور (پاکستان)

حامداً و مسلماً و مصلیاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل القرآن وسیلۃ للنجات و حیلۃ لاسقاط السیئات و کفیلۃ لمکفرات الذنوب و الخطبات و جعل کتابۃ الشہادتین علی الکفن نجاتا من النکیرین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و الہ و احابہ و ذریتہ و عطرتہ و اہل بیتہ و عشیرتہ اجمعین ○

یا صاحب الجمال یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

استفتاء

مرسلہ جناب قاری محمد سعید صاحب پیش امام مسجد ضیا نوالی مانسہرہ ضلع ہزارہ

مکرم المحترم جناب مفتی محمد غلام جان صاحب، زید مجدہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

سوال اول: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ تحویل یعنی دورۂ قرآن پاک جو حیلہ واسقاط کے نام سے اطراف واکناف میں مشہور و معروف ہے اس کو اکثر علماء جائز ومشروع قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو ناجائز وممنوع سمجھتے ہیں فرمایئے کیا مجوزین حق بجانب ہیں یا مانعین۔

سوال دوم: کیا جماعت ثانی یعنی جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت مستحب وقت میں بطریقہ مسنون ہو چکی ہو اس میں دوسری جماعت اسی وقت میں جائز ہے یا نہ بینوا توجروا۔

سوال سوم: کیا بعد نماز جنازہ میت کیلئے جو دعا مانگی جاتی ہے جائز ہے یا نہ اس دعا کو بھی بعض منع کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

سوال چہارم: کیا میت کی کفنی پر کلمہ شہادت لکھنا جائز ہے یا نہ۔ امید ہے کہ ہر چہار سوالات کے جوابات مفصل ومدلل بیان فرما کر مشکور وممنون فرمائیں گے۔ بینوا توجروا۔

جواب سوال اول:

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔ تحویل قرآن پاک جو حیلہ واسقاط کے نام سے اطراف واکناف میں مشہور ومعروف ہی شریعت محمدیہ ومذہب حنفیہ میں بلاشبہ جائز ودرست ہے اور مجوزین حق بجانب ہیں اور یہی مسلک وعقیدہ اہلسنت وجماعت کا ہے اور مانعین وغیرہ بجانب حق ہیں اور یہ عقیدہ غیر مقلدین وہابیین ضالین مضلین کا ہے۔ یعنی قرآن پاک کو بعوض فدیہ نقد وجنس نماز روزہ قضا شدہ کا بطریقہ مذکور نعم البدل سمجھ کر ایک دوسرے مستحق صدقات خیرات کو دست بدست دے کر بطریقہ ایجاب قبول

مروج مرۃ بعد مرۃ قبضہ کرنا عندالاحناف جائز ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے تاوقتیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو۔ مزید تفصیل یہ ہے کہ حیلہ واسقاط میت کے لیے قبل از جنازہ یا بعد از جنازہ جو کیا جاتا ہے اس میں کوئی قباحت شرعی تو ہے نہیں اور ایصال ثواب، صدقات وتبرکات وخیرات مالی و بدنی میں بھی علما اہلسنت وجماعت کا اتفاق ہے۔ کما حقق فی مقامہ۔ اس حیلہ واسقاط مروجہ میں بھی روزہ نماز قضاء شدہ و دیگر حقوق اللہ بزبان رسمی وغیرہ میں قرآن پاک اور کچھ نقد و جنس کو نعم البدل گردان کر ایک مفلس مستحق صدقات خیرات دوسرے کو دوسرا تیسرے کو ملک وقبضہ کراتا ہے اس میں کون سی برائی ہے۔ اس حیلہ واسقاط میں اس غفار کریم رحیم سے امید قبولیت کی جاتی ہے کہ وہ رب العزت بڑا رحیم کریم ہے بہت ممکن ہے کہ اس نعم البدل کو منظور فرماوے کہ انسان بوقت موت ادائیگی صوم وصلوٰۃ سے عاجز وقاصر تو ہو ہی جاتا ہے اور یہ حیلہ واسقاط شریعت مطہرہ میں مذموم وممنوع بھی نہیں۔

سیدنا ایوب علیہ السلام

سے رب العزت نے فرمایا تھا کہ اے ایوب تم نے اپنی زوجہ کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ اے بی بی میں تجھے سو لکڑی ماروں گا۔ اب تو ایک سو تنکے کا جھاڑو لے کر مار لے تاکہ تم اپنی قسم میں حانث نہ ہو۔ پھر سیدنا ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کما قال اللہ تعالیٰ خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث (الآیہ) اس حیلہ واسقاط میں جب کوئی امر غیر شرعی نہیں اور نہ ہی اس حیلہ واسقاط کے کرنے سے قطعاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب عبادات مالی و بدنی میت کے ذمہ سے ادا ہو گئے۔ صرف یہ حیلہ واسقاط ایک عمدہ وسیلہ ہے جس سے صوم وصلوٰۃ کو نعم البدل سمجھ کر رب العالمین سے امید قبولیت ومنظوریت کی جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ وہابی جو حیلے وسیلے کا منکر ہے وہ گمراہ مردود خود بھی بغیر حیلے وسیلے کے منہ میں روٹی بھی نہیں ڈال سکتا چنانچہ ہر ذی عقل پر یہ بات اظہر من الشمس ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قرآن پاک صدقات خیرات انبیاء اولیاء علماء سب حیلہ نجات ہیں اور

اسی امید پر تلقین بعد تدفین میت بحکم حدیث لقنوا موتکم جائز و درست ہے۔ اس کی یعنی تلقین کی مکمل تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ (تلقین و اذان علی القبر) میں کر دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعد تدفین میت کو پکار کر یوں کہا جائے یا فلاں ابن فلاں اذکر ربک و قل ربی اللہ و نبی محمد رسول اللہ و امامی القرآن و دینی الاسلام ۔ اے فلاں بیٹے فلاں کے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے اور نبی میرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امام میرا قرآ پاک ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یوں بھی آیا ہے۔ لقنوا موتکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دخل الجنت اور مراد اس دخول سے دخول بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا۔ اس فدیہ کے متعلق رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین جن لوگوں کو طاقت فدیہ کی ہے۔ مساکین کو طعام کھلائیں یعنی جن کو طاقت روزہ رکھنے کی نہ ہو بدلے۔ روزے کے ایک مسکین کو فدیہ دے۔ الغرض یہ حیلہ واسقاط جس میں قرآن پاک مع الفدیہ کا دورہ کیا جاتا ہے۔ بلا ریب جائز و درست ہے اس میں قرآن پاک کی کوئی تحقیر و توہین نہیں محض وہابی کا پروپیگنڈہ ہے جس میں سیدھے سادھے لاعلم مسلمانوں کو قرآن پاک کی توہین بتا کر دھوکا فریب دے کر اپنا الوسیدھا کرتا ہے۔

قاتلھم انی یؤفکون ۔ بلکہ اس میں توعین تعظیم قرآن پاک ہے۔ کپڑے میں لپیٹا ہوا نقد و جنس کے اوپر رکھا ہوا تبرکا ایک مسلمان باوضو بطریقہ ایجاب قبول انکساری سے دوسرے کو بطور تعظیم میت مرحوم کی مغفرت کے لیے ہبہ کر کے معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ مسلمان تو اس بے بہا قیمت والی کلام کو تعظیما حیلہ و وسیلہ گردانتا ہے اور وہابی مردود اس کو توہین بتاتا ہے۔

افلا تعقلون

بریں عقل و دانش بباید گریست   مسلمانو دیکھو وہابیہ خذلھم

خذلھم اللہ تعالیٰ رسومات اسلامیہ کو کس فریب و روبہ بازیوں سے ناجائز بلکہ

شرک وکفر بتاتے ہیں۔ ان بے غیرتوں کو خالق سے تو شرم نہیں مگر خلق سے بھی شرم نہیں

طعن در حضرت الٰہی کن — بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ یہ حیلہ واسقاط بطریقہ معلوم تمام مسلمانوں کا محبوب ومطلوب ہے مگران دشمنان دین کا غیر مرغوب مارآہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن جس کو مسلمان اچھا جانیں خدا بھی اس کو اچھا جانتا ہے۔ جناب مولانا مولوی غلام قادری صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور نے اپنی کتاب عکاذہ فی صلوٰۃ الجنازہ میں بالتفصیل حیلہ و اسقاط کے جواز میں مبسوط تحقیق فرمائی۔

استدلال

تازیانہ اول:

تذکرۃ السلوک مطبوعہ مرادآباد صفحہ ۱۲ میں ہے۔ ولعل الاکثر ماتعورف انہ یحاسب تمام عمرہ و یبیع مصحفا و شیئا اخر بمقدات ھما من الفقیر فیقبض الفقیر المبیع و یصیر القدر المذکورہ دینا علیٰ ذمۃ ثم یقول المفدی اعطیتک ھذا المقدار من الحنطۃ فی عوض فدیۃ فلان المیت و یقول الفقیر قبلت ۔شامی میں ہے۔ثم اعلم انہ اذا اوصی بفدیۃ الصوم والصلوٰۃ بحکم بالجواز قطعا لانہ منصص علیہ. واما اذا یوصیٰ بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع مثلا و یدفع لفقیر ثم یدفع الفقیر للوارث ثم و ثم حتیٰ یتم ۔ اسی مقام میں ردالمختار (فصل فی اسقاط الصوم) میں بھی یہ مسئلہ اسقاط واضح ومفصل بیان ہے۔کبیری میں ہے۔ومن مات و علیہ صوم و صلوٰۃ فاوصیٰ بمال معین یعطی لکفارۃ صلوتہ لزم و یعطیٰ لکل صلوٰۃ کالفطرۃ وللوتر کذلک و کذا بصوم کل یوم وانما یلزم تنفیذھا من الثلث وان لم یوصیٰ و تبرع بہ

بعض الورثة وان كان الصلوٰة كثيرة والحنطة قليلة يعطى ثلثة اصوع عن صلوٰة يوم وليلة مع الوتر مثلا لفقير ثم يدفعها الوارث اليه وهكذا يفعل مردا حتى يستوعب الصلوٰة ويجوز اعطائها لفقير واحد دفعة بخلاف كفارة اليمين والظهار والا فتاد بلا عذر۔

صفحہ ۷۹ فصل قضاء الفوات (فتاویٰ عالمگیری) میں ہے۔

اذا مات الرجل و عليه صلوٰة فائتة فاوصىٰ بان تعطى كفارة صلوٰته نصف صاع حنطة ولو دفع جملة الىٰ فقير واحد جاز بخلاف كفارة اليمين و كفارة الظهار والافطار و فى الواجبة لو دفع عن خمس صلوٰة تسع امنان لفقير واحد لانه يجوز من اربع صلوٰة ولا يجوز من صلوٰة الخامسة صفحہ (۱۲۵ ج ۱) باب (قضاء الفوات) كذا فى جامع الرموز شرح مختصر الوقايه (ج ۱ ص ۲۱۳) فتاویٰ برہنہ میں ہے کیے وفات یافت و بروے چند نماز است واو وصیت بکفارہ کردہ وارث او از ہر نماز فرض نیم صاع گندم وہد از ثلث مال او واگر مالے نگذاشتہ نیم قرض گیر دو بفقیر ے دہد واین را بوے ببخشد باز او بوے دہد وہم چنیں تا تمام شود واگر ہمہ یک فقیر را دہد درست است واگر از یک نماز برائے دو فقیر دہد روانہ صفحہ ۳۳۶۔

طحطاوی صفحہ ۳۰۸ ج ۱

میں ہے فما يفعل الان من تدوير القران مع الفدية للكفارة بين الحاضر و كل يقول الاخر و هبت لک هذا الدراهم للاسقاط ما علے ذمة فلان من الصلوٰة والصيام و يقبول الآخر صحيح صفحہ ۳۰۸ ج ۱۔

یوں ہی فتاویٰ سمرقندی میں ہے۔ عن ابن عون عن عبدالله قال قال عمر رضى الله عنه ايها المؤمنون اجعلوا القران وسيلة الى نجات موتكم فتحلقوا وقولوا اللهم لهذا الميت بحرمة القران وتناو لوا بايديكم متناوبة و فعل

عمر رضی اللہ فی اخر خلافۃ لامرۃ ملقبۃ بحسینۃ بنت عربد زوجۃ ملاب بجزء من القران من مالی الی عمہ یتساء لون فی خلقۃ عشیرین رجلاً وما شاع ذلک فی خلافۃ عثمان رضی اللہ عنہ لانکار مروان انتھی وقد شاع فی زمان ھارون الرشید صفحہ ۱۹۹ ج ۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اے مومنو اپنے موتا کے لیے قرآن پاک کو حلقہ باندھ کر وسیلہ بناؤ اور دست بدست ایک دوسرے کو پکڑاؤ اور منہ سے کہو اے اللہ بحرمت اس قرآن پاک اس میت کے گناہ معاف فرما اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی آخر خلافت میں ایک عورت جو حسینہ بنت عربد کے القاب سے ملقب تھی اس کی وفات پر بیس مردوں کے حلقہ میں مالی لا اعبد الذی سے لے کر تاعم یتساءلون تک پڑھ کر حیلہ کیا اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مروان کی شرارت سے شائع نہ ہوا اور پھر ہارون الرشید کے زمانہ میں مشہور ہوا اب وہابی خبثاء اپنے ہم مشرب مروان کی طرح مٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ان کی سرکوبی کے لیے رب العزت نے کوئی نہ کوئی حنفی ہارون الرشید کی طرح پیدا کر ہی دیا۔

متذکرہ بالا فتاوون یعنی تذکرہ السلوک وشامی وکبیری وعالمگیری وجامع الرموز وفتاوی برہنہ وطحطاوی وخلاصۃ الفتاوائی وغیرہ کتب کی عبارتیں جو نقل کی گئی ہیں ان کا خلاصہ ترجمہ ومطلب یہ ہے کہ اسقاط وحیلہ بدیں ہیت یعنی نقد وجنس بمع قرآن پاک تین مرتبہ گھمایا جاوے کہ بیامر خیر میت کے لیے موجب کفارہ صوم وصلوۃ ہے مزید بریں اگر میت کی حالت علالت میں کچھ نماز روزے فوت ہوگئے اور میت نے اس قدر مال بھی نہ چھوڑا کہ اس کی تہائی سے کفارہ نماز، روزہ کا ادا ہو سکے اور میت کفارہ کی وصیت بھی کر مرے تو ولی پر لازم ہے کہ بدلے ہر نماز روزہ کے اور اسی طرح بعوض نماز وتر کے آدھا آدھا صاع گیہوں فقیروں کو دے اور اگر تہائی مال میت اتنا نہ ہو یا اس نے وصیت نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اس کا

کفارہ دینا چاہیے گو اس پر لازم نہیں مگر سب نماز روزے فوت شدہ کا کفارہ نہ دے سکے تو اندریں صورت اس مال کو تین چار بار بقدر ضرورت فقراء میں گھماوے اس طرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو دوسرا تیسرے کو علٰے ہذا القیاس یہاں تک کہ وہ مال اس کے تمام روزے نماز فوت شدہ کے مقدار کو پہنچ جائے تو موجب ثواب ہے اور اگر میت نے باوجود مالدار ہونے کے وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ سے کم مال کی وصیت کی تو میت مذکور گنہگار رہے گا۔ یہ خلاصہ ہے تمام نصوص مذکور کا اور (جامع الصغیر للسیوطی) میں ہے عن محمد بن منکدر و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان الصدقۃ جرت علٰے ید بسعین الف لکان اجر اخرھم مثل اجرا ولھم (صفحہ ۱۹۹ ج ۴)

فتاویٰ (سمرقندی) میں اور بھی ہے عن عبدالرحمن ابن ابی بکر انہ اوجد دور القران الکریم فی زمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان الرقان شافع علی المؤمنین حیاتاً و بعد ممات یوں ہی جناب مولانا مولوی ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب مرحوم امیر انجمن حزب الاحناف نے اپنے رسالہ تحقیق المسائل میں اس مسئلہ کو مدلل بیان فرمایا ہے۔

خلاصہ:

جواب یہ ہوا کہ حیلہ مروجہ موسومہ باسقاط جائز و درست ہے اس کا منکر پر لے درجے کا گمراہ بے دین بدمذہب ہے۔ ھذا ما عندی و اللہ اعلم۔

جواب سوال دوم:

اقول و باللہ التوفیق رب زدنی علما ۔ جماعت ثانی بعد جماعت اول جائز ہے شامی وفتاویٰ ہندیہ وقاضی خاں وخلاصۃ الفتاویٰ وجمیع کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جماعت ثانی بے اذان و بے اقامت محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر بلا کراہیت جائز ہے ہاں باذان و اقامت جدید ہیئت سابق جماعت ثانی مسجد محلہ میں مکروہ ہے اور شارع عام کی مسجد میں

باذان واقامت جدید ہیئت سابق بھی مکروہ نہیں یوں ہی بہار شریعت میں جمیع فتاووں کا خلاصہ مذکور ہے۔ (صفحہ۱۳۰ ج۳) لا یصلی الامام فی المواضع لاذی صفی فیه حتی یتحول رواہ ابو دائود مشکوٰۃ شریف ص ۸۰

(اعلیٰ حضرت جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ قطوف الدانیہ میں اس جماعت ثانی کے جواز میں مکمل تفصیل فرمائی ہے) فان شئت زیادۃ التحقیق فانظر فیه۔

جواب سوال سوم:

دعا بعد نماز جنازہ بلا ریب وعیب جائز ودرست ومشروع ہے محیط میں ہے۔ الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ جائز لان الدعاء مخ العبادۃ ۔ دعا بعد نماز جنازہ جائز ہے اس لیے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور نماز جنازہ بھی عبادت ہے۔ حدیث شریف میں ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء واللہ اعلم جب تم میت پر نماز پڑھلو تو پھر اس کے لیے خالص دعا مانگو۔

جواب سوال چہارم

اقول بتحقیقه واجول بتدقیقه ۔ شریعت مطہرہ میں میت کی کفنی پر کلمہ شہادت یا کلمہ توحید یا عہدنامہ لکھنا درست ہے اس کا منکر وہابی بدمذہب ہے۔ امام ترمذی بن علی وامام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی ہے کہ خود حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من کتب هذا الدعا وجعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر ولا یری منکراً ولا نکیراً وہ وهذا لا اله الا اللہ واللہ اکبر لا اله الا اللہ وحده لا شریک له لا اله الا اللہ له الملک وله الحمد لا اله الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ ترجمہ: جو شخص اس دعا کو کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اسے منکر نکیر نظر

آئیں گے۔ امام فقیہ ابن عجیل نے اسی دعا وکلمہ شہادت کی نسبت لکھا ہے۔ اذا کتب ھذا الدعاء او الشھادۃ فی کفن المیت دفع اللہ عنہ العذاب الیٰ یوم ینفخ فی الصور۔ ترجمہ: جب یہی دعا مذکور وکلمہ توحید میت کے سینہ پر لکھی جائے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس میت سے عذاب اٹھادے گا۔ امام ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں اسی کلمہ شہادت کے متعلق لکھا ہے من کتب کلمۃ الشھادۃ و جعلہ بین صدر المیت او کتب علی کفن المیت لاینال عذاب القبر ولا ینالہ منکر اولا نکیراً و لہ شرح عظیم۔ ترجمہ: جس نے کلمہ شہادت لکھ کر میت کے سینہ پر رکھا یا کفن پر لکھا اس میت کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے اور اس کا بیان بہت لمبا ہے۔ حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال کے قریب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوایا پھر غسل فرمایا پھر کفن منگوا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی پھر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میرا منہ کوئی نہ کھولے اور مجھے اسی کفن میں دفن کردیا جائے میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے فرمایا ہاں کثیر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یوں ہی کتاب الاحسان میں ہے۔ ذکر امام الصفار لو کتب علی جبھۃ المیت او علی عمامتہ او علیٰ کفنہ کلمۃ الشھادۃ یرجی ان یغفر اللہ لہ و یجعلہ امنا من العذاب القبر۔ ترجمہ: امام صفار نے ذکر فرمایا اپنی کتاب میں کہ اگر میت کی پیشانی پر یا عمامہ پر یا کفن پر کلمہ شہادت لکھا جائے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمادے گا اور قبر میں میت کو عذاب سے امن ہوجائے گا اور درمختار میں ہے۔ لو کتب علی الجبھۃ المیت او فنہ او عمامتہ کلمۃ الشادۃ یرجی ان یغفر اللہ للمیت و اوعلیٰ بعضھم ان یکتب فی جبھتہ او صدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ففعل ثم رؤی فی المنام فسئل فقال لما و ضعت فی القبر جاء تنی ملائکۃ فلما رؤا

مکتوب اعلی جبھتی بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب اللہ۔
ترجمہ: درمختار میں ہے اگر لکھا جائے میت کی پیشانی پر یا کفن پر یا عمامہ پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ
میت کو بخش دے گا۔ (حکایت) کسی شخص نے قبل از وفات وصیت کی کہ میرے مرنے کے
بعد میری پیشانی پر یا سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیجیو انہوں نے بسم اللہ
شریف حسب الوصیت سینہ میت پر لکھ دی اور دفن کر دیا کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ
تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا میت نے جواب دیا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا اور میرے سینے پر
فرشتوں نے بسم اللہ شریف لکھی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے تو عذاب خدا سے امن میں ہو گیا
یوں ہی فتاوی کبیری للمکی میں ہے۔ اسی میں ہے واقر بعضھم بانہ قیل یطلب فعلہ
لغرض صحیح مقصود فابیحہ وان علم انہ یصیبہ نجاست۔ (ترجمہ) اس کی
تائید و تاکید میں بعض دیگر علماء سے نقل کیا کہ غرض صحیح کے لئے ایسا کرنا مطلوب و مقصود ہے
اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ معلوم ہو کہ کفن کو نجاست پہنچ جائے یعنی یہ رد ہے وہابی کے
اعتراض کا وہابی سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں اور بدظن کرتے ہیں کہ کلمہ
شہادت کفن پر سخت بے ادبی ہے کہ میت کے متعفن ہوتے وقت کلمہ شہادت ملوث بہ نجاست
ہو جاتا ہے لہٰذا کبیری للمکی میں اس کا رد ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غرض صحیح میت کی
نجات کے لئے یوں کرنا جائز و درست ہے۔ وقدروی انہ مکتوب علی افخاذ
افراس فی اصطبل الفاروق رضی اللہ عنہ حبس فی سبیل اللہ۔ ترجمہ: امام نصیر
نے فرمایا کہ میت کے ساتھ کلمہ شہادت و عہدنامہ رکھنے کے جواز کی روایت ہے اور بیشک
مروی ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں کچھ گھوڑوں کے رانوں پر لکھا ہوا تھا۔
وقف فی سبیل اللہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جب اصطبل میں تعفن کی جگہ گھوڑوں کی رانوں
پر اللہ کا لفظ لکھنے میں بے ادبی نہیں اظہار وقف کے لئے تو یہاں بھی میت کو عذاب قبر سے بچاؤ
کے لئے کفن پر لکھنا بے ادبی نہیں سبحان اللہ وہابی کے بے ہودہ اعتراض کے رد میں کیا دندان

شکن جواب ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے اپنی کتاب قول الجمیل میں درد زہ کے وقت
یہ آیت والقت مافیھا و تخلت واذنت لربھا و حقت لکھ کر عورت کی ران پر
باندھنے کا لکھا ہے حالانکہ وہاں نجاست سے ملوث ہونے کا زیادہ خطرہ ہے اور بہت ممکن ہے
کہ قادر مطلق مردہ میں جان ڈال کر حساب لینے پر جب قادر ہے تو وہ بعد حساب قبل از تعفن
ہونے میت کے اس کلمہ شہادت کو اٹھا لینے اور مٹا دینے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی ضروری نہیں
کہ ہر میت متعفن ہی ہوتا ہے۔ بعض بلکہ اکثر بندگان خدا کا کفن تک خراب نہیں ہوتا وہ اپنی
قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں ان خبثاء سے دور رہو۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا
کفر ہے۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا درود شریف پڑھنا اولیاؤں کے مزار پر جانا، مدینہ منورہ
جانا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کو جانا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا یہ سب شرک و
کفر ہے۔ یہ خبثاء چاہتے ہیں کہ پرانے رسوم اسلام مٹا دیئے جائیں یہ لوگ ذیاب فی
ثیاب۔ یعنی کپڑوں میں بھیڑیے ہیں۔ ان کی امامت ناجائز ان کو مسجد سے فوراً نکالا جائے۔
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے درمنثور جلد سوم میں یہ حدیث نقل فرمائی۔ قال قام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ خطیبا فقال قم یا فلان فاخرج
فانک منافق فاخرجھم باسمائھم و فضحھم۔ ترجمہ: یعنی جمعہ کے دن عین خطبہ کی
حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھ اے فلاں اس لیے کہ تو منافق ہے نکل جا
مسجد سے نام لے لے کر حضور نے منافقین کو مسجد سے نکالا اور ان کو رسوا و ذلیل کیا۔ پس ثابت
ہوا کہ آیۂ کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ایسے مفسدوں اور بدباطنین کے حق
میں نازل ہوئی ہے۔ یہی لوگ مسجدوں میں آکر فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں اور مسجدوں کو برباد و
خراب و غیر آباد کرتے ہیں۔ اب نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا کہ ان خبثاء کو مسجدوں سے
نکالنا عین سنت رسول اللہ ہے اور جو لوگ ان بے دینوں کی حمایت کرتے ہیں وہ بھی سخت
جاہل ہیں۔ امام وہ ہو سکتا ہے جو سنی حنفی صحیح العقیدہ معتقد بزرگان دین ہو۔ ارشاد باری ہوتا

ہے۔ فلا تقعدوا بعد الذکر مع القوم الظلمین ۔ وہابیہ بدعتی فاسق ہیں۔ ان کی اقتدا ہی نا جائز ہے۔ مسلمانوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔ لا یلدغ المؤمن من حجر مرتین ۔ یہ وہابیہ قسمیں اٹھا کر شیطان کی طرح اپنے آپ کو سنی حنفی بتاتے ہیں وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو جو ناسخ منسوخ کو نہیں جانتا تھا مسجد سے نکال دیا تھا (تفسیر عزیزی) اشباہ والنظائر میں ہے کہ موذی کو مسجد میں آنے سے منع کرنا چاہیے۔ منقول از نصر المقلدین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ وہابیہ منافق تقیہ باز ہیں ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار انہی وہابیہ خبثاء کے متعلق جمع فتاووں میں اور فتاویٰ بزازیہ ہیں۔ مصرح ہے کہ من شک فی کفرھم و عذابہ عن ابیھم فقد کفر جو ان وہابیہ کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسوں کے حق میں فرمایا: ایاھم و ایاکم لا یضلو انکم ولا یفتوانکم (الحدیث) ترجمہ: اپنے آپ کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور کرو دوسری حدیث شریف میں ہے۔ فلا تجالسوا ھم ولا تشاربوا ھم ولا واکلوا ھم ولا تناکحوا ھم نہ ان کی مجلس کرو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو نہ ان سے بیاہ شادی کرو بلکہ علمائے ثقات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ان کی اقتدیٰ کیا بلکہ جس جماعت میں ایک بھی وہابی ہو سب جماعت کی نماز نا جائز ہے۔

سوال: مولوی صاحب وہابی کون ہوتے ہیں؟

جواب: محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔

سوال: کیا ان کے کوئی اور القاب بھی ہیں؟

جواب: ہاں جی ان خبثا کے چار القاب ہیں۔ وہابی، نجدی، اہل حدیث، غیر مقلد۔

سوال: مولوی صاحب ان القاب کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: ان کو وہابی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ابا جان محمد ابن عبدالوہاب نجدی بد مذہب کے مذہب پر ہیں۔ ان کو نجدی اس لیے کہتے ہیں کہ نجدی خبیث کے مذہب

پر ہیں ۔اہل حدیث ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ نجدی خبیث کے مذہب پر ہیں ۔اہل حدیث ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ اصلی ان خبثاء کا نام اہل خبیث تھا انہوں نے شرم کے مارے اپنا نام اہل خبیث کا ہم وزن اہل حدیث رکھ لیا ہے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ لوگ حدیث کے حامل اور حدیث کے جاننے والے ہیں اور غیر مقلد ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ ائمہ رابعہ میں سے کسی امام کے پیرو و مقلد نہیں ۔

سوال :مولوی صاحب ان کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ان خبثاء کا عقیدہ یہ ہے کہ فقہ حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی کو نہیں مانتے ان چاروں اماموں کے متبعین کو مشرک بدعتی جانتے ہیں ۔سواد اعظم جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اتبعوا سود الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار ان کو بدعتی کہتے ہیں ۔

سوال :مولوی صاحب جو اجتہاد ائمہ اربعہ کو نہ مانے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اجتہاد کا جو منکر ہو قطعاً کافر خارج از اسلام ہے۔

سوال :مولوی صاحب ان وہابیوں کے کچھ اور بھی عقیدے ہیں تو وہ بھی بتایئے ۔

جواب: جی ان بدعقیدوں کے عقائد کی فہرست تو بے شمار ہے مگر چند عقیدے ذکر کیے دیتا ہوں ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا ، درود شریف پڑھنا ، اولیاء اللہ کو ماننا ، ان کے مزاروں پر جانا ، مجلس میلاد شریف کرنا شرک و کفر ہے اور رفع الیدین کرنا آمین بالجہر کرنا سینے پر ہاتھ رکھنا بایں طور کہ دایاں ہاتھ ، بائیں ہاتھ کی کہنی پر اور بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھنا ان کے ہاں جائز و درست ہے دونوں پیروں کو بہت پھیلا کر کھڑا ہونا ان کے ہاں جائز ہے ۔

سوال :وہابیہ نماز میں کیسے کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب: جیسا اونٹ پیشاب کرتے وقت ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے۔

سوال :محمد ابن عبدالوہاب نجدی تو نجد میں ہندوستان میں وہابیت کون لایا ۔

جواب: مولوی اسماعیل دہلوی جس کو شہید کہتے ہیں یہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی تصنیف کتاب التوحید لایا اور اس کی شرح تقویۃ الایمان لکھی جو فی الحقیقت تفویۃ الایمان ہے۔ محمد اسماعیل دہلوی کے اذناب سید احمد بریلوی عبداللہ غزنوی جن کے پودے امرتسر اور لاہور چینی والی مسجد میں لگے ہوئے ہیں اور اسماعیل دہلوی کی ذریت شمالی پہاڑوں کے پیچھے مجاہدین کے نام سے چمر کنڈ وغیرہ میں چھپے بیٹھے ہیں۔

سوال: یہ مجاہدین کب سے شمالی پہاڑوں میں آکر بیٹھے۔

جواب: شاہ شہاب الدین عالمگیر ثانی کے زمانہ میں اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں۔

سوال: اسماعیل شہید کی ذریت جن کو مجاہدین کہتے ہیں چمر کنڈ وغیرہ میں کیسے پہنچے۔

جواب: اسماعیل دہلوی نے دہلی کے بادشاہ کے مقابلے میں شکست فاحش کھا کر لاہور آکر رنجیت سنگھ سے مدد مانگی۔ رنجیت سنگھ نے انکار کیا پھر پشاور بمع اپنے چیلوں کے ساتھ افغانوں سے مدد مانگی۔ مولوی حافظ دراز صاحب نے جن کا حاشیہ قاضی مبارک پر ہے۔ اس کو مناظرہ پر شکست فاش دے کر ذلیل وخوار کیا۔ افغانوں کو بتادیا کہ یہ وہابی ہے وہاں سے پٹھانوں کے خوف سے ہزارہ کے پہاڑوں سے بھاگتا ہوا بالاکوٹ میں کسی پٹھان نے مار ڈالا پھر حکومت برطانیہ کی آزادی میں ترقی پکڑ گئے اگرچہ علماء احناف نے ان کو وقتاً فوقتاً بے حد ذلیل کیا مگر آزادی کی وجہ سے ان خبثا کا قلع قمع نہ ہوا۔

سوال: قاضی میر عالم وٹی سکندر پور والا کیسے عقیدہ کا آدمی تھا۔

جواب: وہ بھی وہابی ہی تھا یہ ہے خلاصہ عقائد وہابیہ کا۔

تقریظ وتصدیق

شیخ الحدیث استاد العلماء سید المناظرین ابوالبرکات سید احمد صاحب

ناظم دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان

حیلہ مروجہ اسقاط صوم وصلوٰۃ کے جواز واباحت واستحسان میں اصلاً کلام نہیں بلا شبہ بطریقہ مذکور مسطور جائز ومباح بلکہ مستحسن ہے جیسا کہ مجیب لبیب حضرت مولانا مولوی مفتی محمد غلام جان صاحب قادری رضوی ہزاروی ثم الاہوری نے متعدد حوالجات کتب مستندہ ومعتبرہ فقہ سے اور نیز مستند علماء احناف کے رسائل سے مسئلہ کی تائید فرمائی ہے۔ فقیر حقیر کا بھی یہی مسلک ہے۔ مجیب حبیب نے مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے تصریق فرمادی ہے کہ میت اگر مستطیع ومتمول ہے تو اس کو اپنی نماز وروزہ کے فدیہ کے متعلق وصیت کرنا واجب ہے اور ورثاء پر واجب ہے کہ اس کے ترکہ سے ایک تہائی میں سے ہر نماز وہر روزہ کے عوض نصف صاع گندم یا ایک صاع جو فقیر ومسکین کو بطور تملیک دیں ورنہ گناہگار مرے گا اور جب کہ اس نے وصیت بھی نہیں کی یا وہ نادار تو تبرعاً وتطوعاً وترحماً ورثاء حیلہ مروجہ پر عمل کریں۔ فقراء مساکین یکے بعد دیگرے نقد وجنس وغیرہ اشیاء کو ایجاب قبول کرتے اور ایک دوسرے کو تملیک کرتے اور اس کا ثواب میت کو بخشتے چلیں تو امید سبکدوشی ہے اور تبدل ملک سے حکم عین بھی

بدل جاتا ہے۔ ایسا کہ نورالانوار میں مصرح ہے اس مسئلہ کی توضیح جاء الحق میں بھی ہے۔ جماعت ثانیہ علی ہیئت الاول نہ ہو تو بلا شک وشبہ جائز و درست ہے بلکہ حدیث مشکوٰۃ سے ثابت ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کے جواز میں رسالہ القطوف الدانیہ تصنیف فرمایا دعا بعد نماز جنازہ جب کہ اہل سنت وجماعت کا معمول ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں مروج ہے تو بلا شبہ جائز ہے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں جبکہ نماز سے فارغ ہوتے ہی صفیں منتشر ومتفرق ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء رواہ ابوداؤد وابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) اس حدیث میں فاخلصوا لہ فرمایا ہے اور اہل علم پر مخفی نہیں کہ ف تعقیب و وصل کے لیے حقیقت ہے لہٰذا بعد الصلوٰۃ دعا با خلاص کی اباحت مستفاد ہوتی ہے۔ نیز مبسوط میں ہے۔ ان سبقتموا با الدعاء واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ ناظم دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور۔

تقریظ وتصدیق مصنف تفسیر الحسنات ودیگر تصانیف کثیرہ

غازی کشمیر سید المجاہدین علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری

خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور

اقول وباللہ التوفیق۔ مجیب لبیب حضرت مولانا مفتی محمد غلام جان سلم الرحمٰن نے خودبھی وضاحت فرمادی ہے پھر مصدق اول مولانا ابوالبرکات صاحب تصریح کر چکے ہیں۔ پھر مزید توضیح تحصیل حاصل ہے۔ مجیب ومصدق صاحبان نے جس طرح حیلہ مروجہ واسقاط کے ثبوت میں استدلال پیش کیے ہیں بالکل جائز ودرست ہیں۔

کتبہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان

صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان

تصدیق وتقریظ ابوالرشید جناب مولانا وبالفضل اولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مزنگ

الحمد للہ علی باکفا والصلوٰۃ والسلام علی رسول محمد المصطفیٰ جو کچھ مولانا وبالفضل اولانا نے بادل واضح تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح ودرست ہے اس پر اہل سنت وجماعت کا تعامل ہے۔ حضرت علامۃ النحریر والہمامۃ الشہیر شیخ الشیوخ الاستاد الشیخ یوسف العزی المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الانام من کیفیۃ الصلوٰۃ والصیام مطبوعہ مدینہ منورہ رجب ۱۳۳۰ حیلہ اسقاط کے متعلق ایسا ہی تحریر فرمایا ہے۔اسی طرح حیلہ اسقاط کی تفصیل وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط میں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الحیل میں اور دیگر کتب فقہ میں بحوالہ حدیث وقرآن مسطور ہے۔ جماعت ثانیہ کا ثبوت بطریقہ بالاکبیری وردالمختار وغیرہ میں موجود ہے اور کفن پر لکھنا بھی جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے عورت کے دروزہ

کے لئے قرآن کریم کی آیت کا لکھ کران پر باندھنا بتایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زکوۃ کے اونٹوں کی رانوں پر لکھنا بھی مذکور و مسطور ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رحمت حق بانہ میطلبد رحمت حق بہانے طلبد

ھذا ما عندی واللہ و رسولہ اعلم و علمہ لج مجدہ اتم و احکم کتبہ عبدالعزیز اصلح اللہ اعمالہ و حالہ مقیم مزنگ لاہور۔

الجواب حق والحق احق بالاتباع ذلک کذلک وانا مقر بذلک

محمد انور سید محمود احمد رضوی

مدرس مدرسہ حزب الاحناف لاہور مدیر ہفتہ وار رضوان لاہور

ھذا ھو الحق والصواب

محمد عالم

مدرس مدرسہ حزب الاحناف پاکستان لاہور

تذییل

مسلمان بھائیو سبز گنبد والے کے سچے شیدائیو وہابیہ کے مکر و فریب میں نہ آؤ یہ لوگ سبز باغ دکھا کر شیش محل بتا کر پرانے رسم و رسوم شرعیہ کو بدعت بنا کر سیدھے سادھے حنفی سلمانوں کو سیدھے راستہ سے ہٹا کر اپنے شیخ نجد کے گیت گا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ للہ انصاف کرو انصاف کی بات سن کر دل کو صاف کرو وہابیہ سے بچو ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ھذا ارینا ولکم الخیار وما علینا الا البلاغ. وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ چوں در خانہ کس است یک حرف بس است واخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

جب داخلی بیت اللہ شریف سے فارغ ہو تو ملتزم کے نیچے کھڑے ہو کر

مولوی محمد اعظم صاحب کی معیت میں یہ مناجات پڑھی

الٰہی تو خالق ہے ارض و سما نہیں کوئی خالق تیرے ماسوا

ہیں محتاج سب اور تجھے ہے غنا فنا ہیں یہ سب اور تجھے ہے بقا

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

طفیل محمد جو مطلوب تو محمد سراسر ہے محبوب تو

کلام اس کی ہے خاص مرغوب تو جو منکر ہے اس کا وہ مغضوب تو

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

الٰہی طفیل محمد شفیق طفیل ابوبکر یار صدیق

جو ہیں ثانی اثنین غار رفیق گناہوں سے گردن کو کردے عتیق

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

طفیل علی شیر خیبر شکن اسی طرح عثمان جو ہیں ذوالمنن

نواسے نبی کے حسین و حسن تو کر مجھ پہ اپنا فضل اور منن

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

شفاعت محمد مجھے ہو نصیب لوائے حمد بھی مجھے ہو قریب

یہی چاہتا ہوں میں کہ روز حسیب محمد کو کردے تو میرا طبیب

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

جواب نکیریں آسان ہو — تنگی قبر سے امن و امان ہو

میرا خاتمہ آخر ایمان ہو — ادھر کا سفر مجھ پہ آسان ہو

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

غریب اور مسکین ہوں بے نوا — نہ فریاد رس کوئی تیرے سوا

تجھ ہی سے عرض کرتا ہوں اے خدا — مجھے علم و عرفان کر دے عطا

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

مجھے باطنی علم محصول ہو — مجھے علم معقول و منقول ہو

اسی پہ عمل کرنا معمول ہو — میرا نور سے سینہ مقبول ہو

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

میرے بھائی ماں باپ اور اقربا — اسی طرح اصحاب احباب ما

یہی ہے دعا میری صبح و مسا — محمد پہ کر دے تو ان کو فدا

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

عزیز و خلیل جو ہیں اخویاں — وسیع سید ہر دو جو ہیں فدویان

میرے ہر دو ماموں جو خورد و کلاں — سعید و غنی سب کو کر حکمران

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

بھتیجے میرے مولوی و حبیب پھر محبوب یہ سب ہیں میرے نقیب

پھر ان کو جو اولاد ان کے قریب ان سب کو علم اور سخا کر نصیب

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

میرا حج ہو مقبول مبرور نیز میرے سب گناہ ہوویں کافور نیز

غلامی سے ہو جاؤں سب کا عزیز میرا خاتمہ ہووے بالخیر نیز

الٰہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

ملنے کا پتہ

ابوالمظفر **مفتی محمد غلام جان** صاحب

خطیب ومتولی اونچی مسجد حنفیہ رضویہ

بازار کشتی ملاحاں اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور۔ پاکستان